قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 12 جنوری 2021ء | 27 جمادی الاولیٰ 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:10

ارشاد باری تعالیٰ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔

(آل عمران:93)

ترجمہ۔ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکو گے۔ یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

’’جیسا کہ میں نے کہا جماعت میں بہت تعداد ہے جو دل کھول کر چندہ دینے والی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتی ہے۔ لیکن ایسے بھی لوگ ہیں جو اچھی بھلی آمد ہوتی ہے تو حیلے بہانے تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ بہت سارے اپنے اخراجات شامل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اصل آمد تو ہماری یہ ہے۔ اس پہ ہم چندہ دیں گے۔ یا اس کے مطابق ہم چندہ دیں گے۔ ہماری آمد کوئی نہیں، حالات بڑے خراب ہیں۔ تو ان کو بھی سوچنا چاہئے، ناشکری نہیں کرنی چاہئے۔ اس ناشکری کی وجہ سے جو اچھے بھلے حالات ٹھیک ہیں وہ خراب بھی ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ تو یہی کہتا ہے کہ میری راہ میں وہی مال خرچ کرو جو تمہیں زیادہ محبوب ہے۔ اپنی ضروریات کو پیچھے ڈالو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

(خطبہ جمعہ 5/ نومبر 2004ء بحوالہ alislam.org)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یاد رکھیں کہ یہ فیض، یہ فضل، جیسا کہ مَیں نے کہا ان لوگوں کی قربانیوں کی ہی وجہ سے ہے جو آج ہم پر ہے۔ اور آج آپ کی اس قربانی کی وجہ سے اسی طرح بڑھ کر یہ فیض اور فضل آپ کی نسلوں میں، آپ کی اولادوں میں جاری ہو جائے گا۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی اور اللہ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جیسے تم میں کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور بڑا جانور بنا دیتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ باب لا یقبل اللہ صدقۃ من غلول)

بقیہ صفحہ 8 پر

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی اور اللہ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جیسے تم میں کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور بڑا جانور بنا دیتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ باب لا یقبل اللہ صدقۃ من غلول)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے، ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کو راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

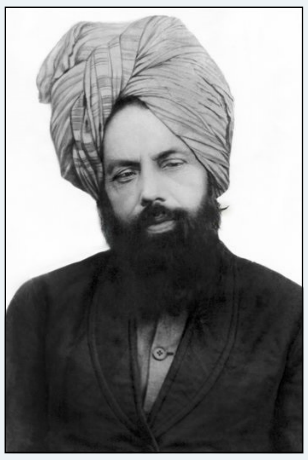

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ ...... لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

آپؑ فرماتے ہیں:

’’میرے پیارے دوستو! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔ اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

اس شمارہ میں

- مسحور کر دیا مجھے دیوانہ کر دیا (منظوم)
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاوند کی حیثیت میں
- مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی 1954 کی سالانہ رپورٹ
- برادرم مکرم سیف علی صاحب شاھد کا ذکر خیر

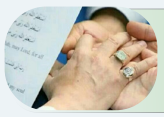

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

فرمایا: ’’...اور اگرچہ بقدر استعداد فطرتی کے کچھ تخم اخلاق کا ان میں بھی ہوتا ہے مگر وہ اکثر نفسانی خواہشوں کے کانٹوں کے نیچے دبا رہتا ہے اور بغیر آمیزشِ اغراضِ نفسانی کے خالصاً للہ ظاہر نہیں ہوتا چہ جائیکہ اپنے کمال کو پہنچے اور خالصاً للہ انہیں میں وہ تخم کمال کو پہنچتا ہے کہ جو خدا کے ہو رہتے ہیں اور جن کے نفوس کو خدائے تعالیٰ غیر یّت کی لوث سے بکلّی خالی پاکر خود اپنے پاک اخلاق سے بھر دیتا ہے...‘‘ (وہ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں اور جو غیر یت کی آلودگی ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی آلودگی ہے وہ اس سے بالکل پاک ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اخلاق ان میں بھر دیتا ہے۔) ’’...اور ان کے دلوں میں وہ اخلاق ایسے پیارے کر دیتا ہے جیسے وہ اس کو آپ پیارے ہیں۔ پس وہ لوگ فانی ہونے کی وجہ سے تخلق باخلاق اللہ کا ایسا مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں کہ گویا وہ خدا کا ایک آلہ ہو جاتے ہیں جس کی توسّط سے وہ اپنے اخلاق ظاہر کرتا ہے اور ان کو بھوکے اور پیاسے پاکر وہ آب زلال ان کو اپنے اس خاص چشمہ سے پلاتا ہے...‘‘ (یعنی اخلاق کا، روحانیت کا ایک میٹھا پانی پلاتا ہے۔)

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 542۔ 541حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر ایک جگہ قرب الٰہی کے طریق کے بارے میں فرمایا کہ

’’خدا تعالیٰ دھوکا کھانے والا نہیں۔ وہ انہیں کو اپنا خاص مقرب بناتا ہے جو مچھلیوں کی طرح اس کی محبت کے دریا میں ہمیشہ فطرتاً تیرنے والے ہیں اور اسی کے ہو رہتے ہیں اور اسی کی اطاعت میں فنا ہو جاتے ہیں۔ پس یہ قول کسی سچے راستباز کا نہیں ہوسکتا...‘‘ (جو بعض مذہبوں کے بعض لوگوں کا اس کے بارہ میں نظریہ ہے۔) ’’کہ خدا تعالیٰ کے سوا درحقیقت سب گندے ہی ہیں اور کوئی نہ کبھی پاک ہوا نہ ہوگا...‘‘۔ فرمایا: ’’... گویا خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عبث پیدا کیا ہے بلکہ سچی معرفت اور گیان کا یہ قول ہے کہ نوع انسان میں ابتدا سے یہ سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی محبت رکھنے والوں کو پاک کرتا رہا ہے۔ ہاں حقیقی پاکی اور پاکیزگی کا چشمہ خدا تعالیٰ ہی ہے۔ جو لوگ ذکر اور عبادت اور محبت سے اس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں خدا تعالیٰ اپنی صفت ان پر بھی ڈال دیتا ہے تب وہ بھی اس پاکی سے ظلی طور پر حصہ پالیتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذات میں حقیقی طور پر موجود ہے‘‘۔

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10صفحہ 210)

پھر آپ نے فرمایا کہ یہ اخلاق فاضلہ اور نیکیاں اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا جو وسیلہ اور نمونہ اور تعلیم خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے رکھی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

’’ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجُز اقتدا اُس امام الرسل کے حاصل ہوسکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے‘‘۔

(ازالۂ اوہام حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 170)

پھر اسلام کی حقیقت کیا ہے اور ایک مسلمان کو کیسا ہونا چاہئے اور ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کا قرب کس معیار تک پہنچاتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ

’’اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا۔ اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضاء میں محو ہو جانا۔ اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بناء پر۔ اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں۔ اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔ اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں۔ ...‘‘ (سلوک کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے کوشش کر کے ہر قسم کی مشکلات میں سے بھی گزرے اور خدا تعالیٰ کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔)

پھر فرمایا: ’’...اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اُس کو زندگی بخشتی ہے اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کرسکتیں اور آنکھیں اس کی کُنہ تک نہیں پہنچتیں وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ

بقیہ صفحہ 7 پر

مسحور کر دیا مجھے دیوانہ کر دیا

مسحور کر دیا مجھے دیوانہ کر دیا
تیری نگاہِ لطف نے کیا کیا نہ کر دیا

جادو بھرا ہوا ہے وہ آنکھوں میں آپ کی
اچھے بھلے کو دیکھ کے دیوانہ کر دیا

سوزِ دروں نے جوش جو مارا تو دیکھنا
خود شمع بن گئے مجھے پروانہ کر دیا

آنکھوں میں گھس کے وہ مرے دل میں سماگئے
مسجد کو اک نگاہ میں بت خانہ کر دیا

خُم کی طرف نگاہ کی ساقی نے جب کبھی
میں نے بھی اس کے سامنے پیمانہ کر دیا

ہیں ناخدائے قوم بنے صاحبانِ عقل
ہے اس خیال نے مجھے دیوانہ کر دیا

ہر جلوۂ جدید نے تختہ الٹ دیا
خود مجھ کو اپنے آپ سے بیگانہ کر دیا

میری شکایتوں کو ہنسی میں اڑا دیا
لایا تھا جو میں سنگ اسے دانہ کر دیا

کہتے ہیں میرے ساتھ رقیبوں کو بھی تو چاہ
لو اور مجھ غریب پہ جرمانہ کر دیا

ناصح وہ اعتراض ترے کیا ہوئے بتا
یکتا کے پیار نے مجھے یکتا نہ کر دیا؟

(کلام محمود صفحہ 198)

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک خاوند کی حیثیت میں

سب سے بہتر شخص

مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُم لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ معاملہ کرنے میں سب سے بہتر ہے۔ آپؐ کے ان الفاظ کو اگر اس بارہ میں آپ کی تعلیم اور آپؐ کے تعامل کا خلاصہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ کی خانگی زندگی یقیناً ان الفاظ کی بہترین تفسیر تھی۔

رسول کریمؐ اور تعدد ازدواج

قومی اور ملکی اور سیاسی اور دینی ضروریات نے آپؐ کو مجبور کیا کہ آپ ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کریں۔ اور یہ ایک قربانی تھی جو آپؐ کو ایک غیر نفسی ضرورت کے ماتحت کرنی پڑی۔ مگر آپؐ نے اس قربانی کی روح کو اس خوبی اور کمال کے ساتھ نبھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور باوجود اپنی خانگی ذمہ داری کی پیچیدگیوں کے معاشرت کا ایک ایسا اعلیٰ نمونہ قائم کیا جو دنیا کے لئے ہمیشہ کے واسطے ایک شمع ہدایت کا کام دے گا۔ میرے یہ الفاظ میری قلبی خوش عقیدگی کی گونج نہیں ہیں بلکہ ان کی بنیاد ٹھوس تاریخی واقعات پر قائم ہے جنہیں کسی دوست کی خوش عقیدگی یا کسی دشمن کا تعصب اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتے۔

معاشرت کا کامل نمونہ

کثرت ازدواج کی وجہ سے جو اضافہ آپ کی خانگی ذمہ داریوں میں ہوا۔ اس کو آپ کی ان گوناگوں اور بھاری ذمہ داریوں نے اور بھی بہت زیادہ کر دیا تھا جو ایک مصلح۔ ایک امام جماعت۔ ایک انتظامی حاکم۔ ایک جوڈیشل قاضی۔ ایک سیاسی لیڈر۔ ایک فوجی جرنیل اور ایک بین الاقوام نظام جمہوریت کے صدر کی حیثیت میں آپ پر عائد ہوتی تھیں اور ہر شخص جو آپ کی خانگی زندگی اور گھر کی معاشرت کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا چاہتا ہے اس کا یہ پہلا فرض ہے کہ ان حالات کو پورے طور پر مدنظر رکھے جو آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں نے آپ کے لئے پیدا کر رکھے تھے۔ میں نے یہ الفاظ اس لئے تحریر نہیں کئے کہ میں آپؐ کی زندگی کے حالات کو آپ کی خانگی معاشرت پر رائے لگاتے وقت ایک موجب رعایت کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں نے یہ الفاظ اس لئے لکھے ہیں کہ تا یہ ظاہر ہو باوجود ان عظیم الشان ذمہ داریوں کے جو عام اسباب کے ماتحت یقیناً آپؐ کے خانگی فرائض کی ادائیگی کے رستے میں روک ہوسکتی تھیں۔ آپؐ نے معاشرت کا وہ کامل نمونہ دکھایا جو دنیا کے ہر شخص کو خواہ وہ کیسے ہی حالات زندگی کے ماتحت رہا ہو شرماتا ہے۔

مگر یہ مضمون اس قدر وسیع ہے اور اس پر روشنی ڈالتے ہوئے اس قدر مختلف پہلو انسان کے سامنے آتے ہیں کہ اس مختصر گنجائش کو دیکھتے ہوئے جو ایڈیٹر صاحب الفضل نے (جن کی تحریک پر میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں) اس کے لئے مقرر کی ہے اس مضمون پر زیادہ بسط کے ساتھ لکھنا تو درکنار معمولی اور واجبی تفصیل میں جانا بھی ناممکن ہے۔ پس میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند موٹی موٹی باتوں کے تحریر کرنے پر اکتفا کروں گا۔

وما توفیقی الا باللّٰہ

رسول کریمؐ کی پہلی شادی

سب سے پہلی شادی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ حضرت خدیجہ سے تھی۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ چکی تھیں اور بیوہ تھیں۔ گویا آپ نے عین عنفوان شباب میں ایک ادھیڑ عمر کی عورت سے شادی کی۔ بظاہر حالات یہ خیال ہوسکتا ہے کہ شاید یہ شادی کسی وقتی مصلحت کے ماتحت ہوگئی ہوگی اور بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی کوئی خوشی کی زندگی نہیں گذری ہوگی کیونکہ جہاں بیوی کی عمر خاوند کی عمر سے اتنی زیادہ ہو کہ ایک کی جوانی کا عالم اور دوسرے کے بڑھاپے کا آغاز ہو تو وہاں عام حالات میں ایسا جوڑا کوئی خوشی کا جوڑا نہیں سمجھا جاتا مگر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا خوشی کا اتحاد ہوا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی خانگی زندگی میں نظر آتا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کامل محبت ایک دوسرے پر کامل اعتماد۔ ایک دوسرے کے لئے کامل قربانی کا نظارہ اگر کسی نے کسی ازدواجی جوڑے میں دیکھنا ہو تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ میں نظر آئے گا۔ کیا ہی بہشتی زندگی تھی جو اس رشتہ کے نتیجے میں دونوں کو نصیب ہوئی۔

پاکیزہ خانگی زندگی کا اثر

مجھے اس رشتہ کے کمال اتحاد کا احساس سب سے بڑھ کر اس وقت ہوتا ہے جبکہ میں اس تاریخی واقعہ کا مطالعہ کرتا ہوں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ اس غیر مانوس اور غیر متوقع جلال الٰہی سے مرعوب ہوکر سخت گھبرائے ہوئے اپنے گھر میں آئے اور ایک سہمی ہوئی آواز میں اپنی رفیق حیات سے فرمایا کہ مجھ پر آج یہ حالت گذری ہے اور مجھے اپنے نفس کی طرف سے ڈر پیدا ہوگیا ہے۔ اس وقت گھر میں بظاہر حالات صرف یہی میاں بیوی تھے۔ خاوند ادھیڑ عمر کو پہنچا ہوا۔ اور بیوی بوڑھی۔ گھر کی چار دیواری میں دوست و دشمن کی نظروں سے دور تکلف کا طریق بیرون از سوال تھا۔ دونوں پندرہ سال کے لمبے عرصہ سے ایک دوسرے کے رفیق زندگی تھے۔ ایک دوسرے کی خوبیاں ایک دوسرے کے سامنے تھیں۔ اگر کوئی کمزوری تھی تو وہ بھی ایک دوسرے پر مخفی نہ تھی۔ ایسی حالت میں جس سادگی کے ساتھ خاوند نے اپنی پریشانی اپنی بیوی سے بیان کی اور جس بے۔ساختگی کے عالم میں بیوی نے سامنے سے جواب دیا وہ اس مقدس جوڑے کے کمال اتحاد کا ایک بہترین آئینہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ کو دیکھ کر حضرت خدیجہ کی زبان سے جو الفاظ نکلے وہ تاریخ میں اس طرح بیان ہوئے ہیں:

كَلَّا وَاللّٰهِ! مَايُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ

’’ہے ہے ایسا نہ کہیں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دے

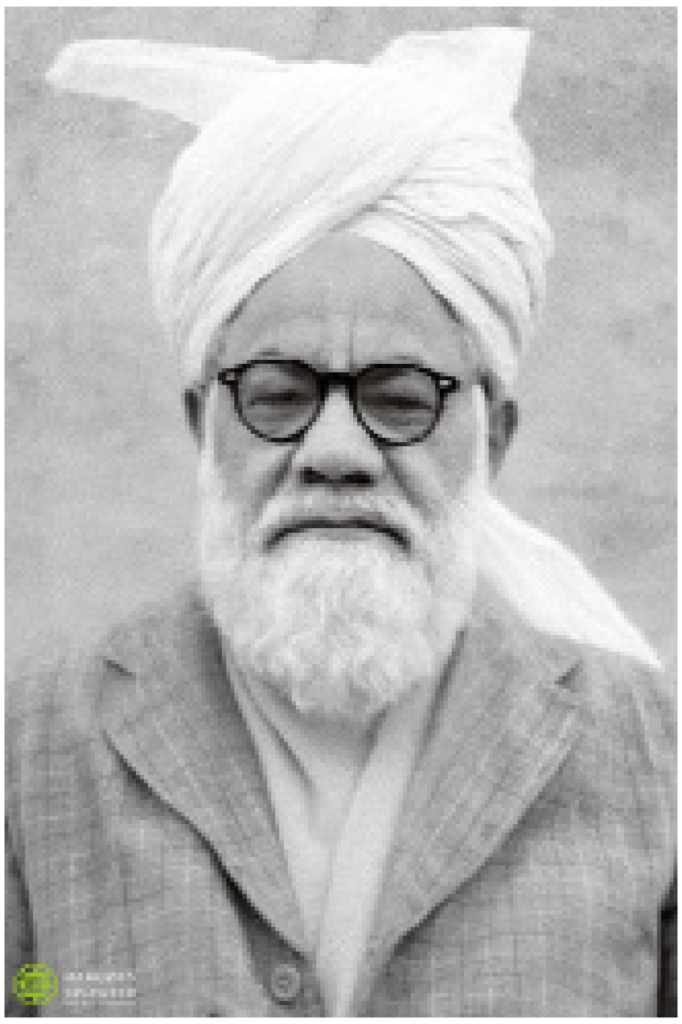

گا۔ آپ رشتوں کی پاسداری کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے تھے ان کو آپ نے اپنے اندر پیدا کیا ہے اور آپ مہمان نواز ہیں اور حق وانصاف کے رستے میں جو مصائب لوگوں پر آتے ہیں ان میں آپ ان کی اعانت فرماتے ہیں۔‘‘

حضرت خدیجہ کے یہ الفاظ اپنے اندر ایک نہایت وسیع مضمون رکھتے ہیں جس کی پوری گہرائی تک وہی شخص پہنچ سکتا ہے جو دل و دماغ کے نازک احساسات سے اچھی طرح آشنا ہو۔ ان الفاظ میں اس مجموعی اثر کا نچوڑ مخفی ہے جو پندرہ سالہ خانگی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کے قلب پر پیدا کیا۔ جو خاوند اپنی روزمرہ زندگی کے واقعات سے اپنی بیوی کے دل و دماغ میں وہ اثرات پیدا کرسکتا ہے جن کا ایک چھوٹے پیمانہ کا فوٹو ان الفاظ میں نظر آتا ہے۔ اس کی پاکیزہ خانگی زندگی اور حسن معاشرت کا اندازہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کا صدمہ

حضرت خدیجہؓ ہجرت سے کچھ عرصہ قبل انتقال فرما گئیں اور ان کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا اور لکھا ہے کہ ایک عرصہ تک آپ کے چہرہ پر غم کے آثار نظر آتے رہے اور آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ ان کی وفات کے بعد جب کبھی ان کا ذکر آتا تھا آپؐ کی آنکھیں پُرنم ہوجاتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت خدیجہ کی بہن آپ سے ملنے کے لئے آئی اور دروازہ پر آکر اندر آنے کی اجازت چاہی ان کی آواز مرحومہ خدیجہ سے بہت ملتی تھی۔ یہ آواز سن کر آپ بے چین ہوکر اپنی جگہ سے اٹھے اور جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ اور بڑی محبت سے ان کا استقبال کیا جب کبھی باہر سے کوئی چیز تحفۃً آتی تھی۔ آپ لازماً حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو اس میں سے حصہ بھیجتے تھے اور اپنی وفات تک آپ نے کبھی اس طریق کو نہیں چھوڑا۔

بدر میں جب ستر کے قریب کفار مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوئے تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ، وسلم کے داماد یعنی زینب بنت خدیجہ کے خاوند ابوالعاص بھی تھے۔ جو ابھی تک مشرک تھے۔ زینب نے ان کے فدیہ کے طور پر مکہ سے ایک ہار بھیجا۔ یہ وہ ہار تھا جو مرحومہ خدیجہ نے اپنی لڑکی کو

جہیز میں دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا اور حضرت خدیجہ کی یاد میں آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ آپ نے رقّت بھری آواز میں صحابہ سے فرمایا یہ ہار خدیجہ نے زینب کو جہیز میں دیا تھا۔ تم اگر پسند کرو تو خدیجہ کی یہ یادگار اس کی بیٹی کو واپس کر دو۔ صحابہ کو اشارہ کی دیر تھی۔ انھوں نے فوراً واپس کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کی جگہ ابوالعاص کا یہ فدیہ مقرر فرمایا کہ وہ مکہ جاکر زینب کو فوراً مدینہ بھجوا دیں۔ اور اس طرح ایک مسلمان خاتون (اور خاتون بھی وہ جو سرور کائنات کی لختِ جگر تھی) دارکفر سے نجات پاگئی۔ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زندہ بیوی کے متعلق کبھی جذبات رقابت نہیں پیدا ہوئے لیکن مرحومہ خدیجہ کے متعلق میرے دل میں بعض اوقات رقابت کا احساس پیدا ہونے لگتا تھا۔ کیونکہ میں دیکھتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بڑی محبت تھی اور ان کی یاد آپ کی دل کی گہرائیوں میں جگہ لئے ہوئے تھی۔

دوسری شادیاں

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپؐ نے حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کے ساتھ شادی کی اور ہجرت کے بعد تو حالات کی مجبوری کے ماتحت آپؐ کو بہت سی شادیاں کرنا پڑیں اور آپؐ کی خانگی ذمہ داریاں بہت نازک اور پیچیدہ ہوگئیں مگر باایں ہمہ آپؐ نے عدل وانصاف کا ایک نہایت کامل نمونہ دکھایا اور کسی ذرا سی بات میں بھی انصاف کے میزان کو اِدھر اُدھر جھکنے نہیں دیا۔ آپؐ کا وقت آپ کی توجہ آپ کا مال آپ کا گھر اس طرح آپؐ کی مختلف بیویوں میں تقسیم شدہ تھے کہ جیسے کسی مجسم چیز کو ترازو میں تول کر تقسیم کیا گیا ہو۔ اور اس خانگی بانٹ کے نتیجہ میں آپؐ کی زندگی حقیقۃً ایک مسافرانہ زندگی تھی۔ اور آپؐ کا پروگرام حیات آپؐ کے اس قول کی ایک زندہ تفسیر تھا جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

کن فی الدنیا کعابری سبیل

یعنی انسان کو دنیا میں ایک مسافر کی طرح زندگی گذارنی چاہیئے۔

بیویوں میں کامل عدل

مگر باوجود اس کامل عدل وانصاف کے آپؐ فرماتے تھے کہ اے میرے خدا میں اپنی طاقت کے مطابق اپنی بیویوں میں برابری اور مساوات کا سلوک کرتا ہوں لیکن اگر تیری نظر میں کوئی ایسا حق وانصاف ہے جس سے میں کوتاہ رہا ہوں اور جو میری طاقت سے باہر ہے تو تو مجھے معاف فرما۔ آپ کا یہ عدیم المثال انصاف اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپؐ کے دل میں اپنی ساری بیویوں کی ایک سی ہی قدر اور ایک سی ہی محبت تھی کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے اور خود آپؐ کے اپنے اقوال سے بھی پتہ لگتا ہے کہ آپ کو اپنی بعض بیویوں سے ان کی ممتاز خوبیوں اور محاسن کی وجہ سے دوسری بیویوں کی نسبت زیادہ محبت تھی۔ پس آپ کا یہ انصاف محض انصاف کی خاطر تھا۔ جسے آپؐ کی قلبی محبت کا فرق اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکا۔ مرض الموت میں جب کہ آپؐ کو سخت تکلیف تھی اور غشیوں تک نوبت پہنچ جاتی تھی آپ دوسروں کے کندھوں پر سہارا لے کر اور اپنے قدم مبارک کو ضعف ونقاہت کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتے ہوئے اپنی باری پوری کرنے کے خیال سے اپنی بیویوں کے گھروں میں دورہ فرماتے تھے حتّٰی کہ بالآخر خود آپؐ کی ازواج نے آپ کی تکلیف کو دیکھ کر اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ آپؐ عائشہ کے گھر میں آرام فرمائیں ہم اپنی باری خود اپنی خوشی سے چھوڑتی ہیں۔ اس عدل وانصاف کے توازن کو قائم رکھنے کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ آپؐ کی موجودگی میں آپ کی بعض بیویوں کا کسی بات پر آپس میں کچھ اختلاف ہوگیا۔ حضرت عائشہ ایک طرف تھیں اور بعض دوسری بیویاں دوسری طرف۔ دوسری بیویوں نے غصہ میں آکر حضرت عائشہ کے ساتھ کسی قدر سختی کی باتیں کیں۔ مگر حضرت عائشہ نے صبر سے کام لیا اور خاموش رہیں۔ ان کی خاموشی سے دلیر ہوکر ان بیگمات نے ذرا زیادہ سختی سے کام لینا شروع کیا جس پر حضرت عائشہ کو بھی غصہ آگیا اور انھوں نے سامنے سے جواب دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود تھے اور آپ خوب جانتے تھے کہ اس معاملہ میں حضرت عائشہ حق پر ہیں اور حضرت عائشہ سے آپ کو دوسری بیویوں کی نسبت محبت بھی زیادہ تھی مگر چونکہ اس اختلاف کا کوئی عملی اثر نہیں تھا آپ بالکل خاموش رہے تاکہ دوسری بیویوں کے دل میں یہ احساس نہ پیدا ہو کہ آپؐ عائشہ کی پاسداری فرماتے ہیں۔ البتہ جب یہ نظارہ بدل گیا تو آپؐ نے حضرت عائشہ سے ازراہ نصیحت فرمایا چونکہ تم حق بجانب تھیں جب تک تم خاموش رہیں تمہاری طرف سے خدا کے فرشتے جواب دیتے رہے لیکن جب تم نے خود جواب دینے شروع کئے تو فرشتے چھوڑ کر علیحدہ ہوگئے۔

تعلیم وتادیب کا خیال

تعلیم وتادیب کا یہ عالم تھا کہ آپؐ اپنے گھر میں ایک بہترین مصلح اور معلم کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور کوئی موقع اصلاح اور تعلیم کا ضائع نہیں جانے دیتے تھے۔ قرآن شریف کی ایک مشہور آیت ہے:

قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا

یعنی اے مسلمانو اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال کو بھی ہر قسم کی معصیت اور گناہ اور دوسرے ضررساں رستوں سے بچاؤ۔

آپؐ اس آیت پر نہایت پابندی کے ساتھ مگر نہایت خوبی سے عمل پیرا تھے اور یہ آپؐ کی تعلیم وتربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپؐ کی ازواج مطہرات اسلامی اخلاق وعادت اور اسلامی شعار کا بہت اعلیٰ نمونہ تھیں۔ بشریت کے ماتحت ان سے بعض اوقات غلطی بھی ہوجاتی تھی لیکن ان کی غلطیوں میں بھی اسلام کی بو آتی تھی۔

حضرت عائشہؓ پر بہتان کا واقعہ

جب بعض شریر فتنہ پرداز منافقوں نے حضرت عائشہ پر بہتان باندھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور آپ کی زندگی بے چین ہوگئی۔ اس بے چینی کے عالم میں آپؐ نے ایک دن حضرت عائشہ سے فرمایا:

''عائشہ اگر تمہارا دامن پاک ہے تو خدا عنقریب تمہاری بریت ظاہر فرمادے گا مگر دیکھو انسان بعض اوقات ٹھوکر بھی کھاجاتا ہے لیکن اگر اس ٹھوکر کے بعد وہ سنبھل جائے اور خدا کی طرف جھکے تو خدا ارحم الراحمین ہے۔ وہ اپنے بندے کو ضائع نہیں کرتا تم سے اگر کوئی لغزش ہوگئی ہے تو تمہیں چاہیئے کہ خدا کی طرف جھکو اور اس کے رحم کی طالب بنو۔''

حضرت عائشہ کا دل پہلے سے بھرا ہوا تھا۔ اس خیال نے ان کے جذبات کو مزید ٹھیس لگائی کہ میرا رفیق زندگی اور میرا سرتاج بھی میرے متعلق اس قسم کی لغزش کا امکان تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ وہ تھوڑی دیر تو بالکل خاموش رہیں اور پھر یہ الفاظ کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئیں کہ:

فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ۔ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ

یعنی میرے لئے صبر ہی بہتر ہے۔ اور میں اس بات کے متعلق جو کہی جارہی ہے خدا کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتی اور نہ میں اپنے دکھ کی کہانی خدا کے سوا کسی سے کہتی ہوں۔

یہ حضرت عائشہ کی غلطی تھی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ ان پر کوئی بدظنی نہیں کی تھی بلکہ محض ایک اصولی نصیحت فرمائی تھی مگر آپؐ کے الفاظ نے حضرت عائشہ کے حساس دل کو چوٹ لگائی اور وہ اس غم میں اندر ہی اندر گھلنے لگ گئیں۔ لیکن اس پر کوئی زیادہ وقت نہ گزرا کہ حضرت عائشہ کی بریت میں وحی الٰہی نازل ہوئی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش خوش ان کے قریب گئے اور انہیں مبارک باد دی حضرت عائشہ نے رقّت بھری آواز میں جس میں کسی قدر رنج کی آمیزش بھی تھی جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں کسی کی شکرگزار نہیں ہوں بلکہ صرف اپنے خدا کی شکرگزار ہوں جس نے خود میری بریت فرمائی۔ سرورکائنات کے سامنے اس رنگ میں یہ الفاظ کہنا بھی ایک غلطی تھی مگر دیکھو تو یہ غلطیاں کیسی پیاری غلطیاں ہیں جن سے ایمان واخلاص کی لپٹیں اُٹھ اُٹھ کر دماغ کو معطر کر رہی ہیں اور یہ سب باغ وبہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

امہات المومنینؓ کو نصیحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں عموماً یہ نصیحت فرماتے تھے کہ تمہاری حیثیت عام مومنات کی سی نہیں ہے بلکہ میرے تعلق کی وجہ سے تمہیں ایک بہت بڑی خصوصیت حاصل ہوگئی ہے اور تمہیں اس کے مطابق اپنے آپ کو بنانا چاہیئے بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ تم مومنوں کی روحانی مائیں ہو۔ جیسا کہ میں روحانی باپ ہوں۔ پس تمہیں ہر رنگ میں دوسروں کے واسطے ایک نمونہ بننا چاہیئے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم کوئی غلط طریق اختیار کروگی تو خدا کی طرف سے تمہیں دوہری سزا ہوگی کیونکہ تمہارے خراب نمونہ سے دوسروں پر بھی برا اثر پڑے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب جب کثرت کے ساتھ اموال آئے تو دوسرے صحابیوں کی طرح آپؐ کی ازواج نے بھی اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق حصہ مانگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تمہیں دنیا کے اموال کی تمنا ہے تو میں تمہیں مال دئے دیتا ہوں لیکن اس صورت میں تم میری بیویاں نہیں رہ سکتیں (کیونکہ میں اپنی زندگی کو دنیا کے مال ومتاع کی آلایش سے ملوث نہیں کرنا چاہتا) اور اگر تم میری بیویاں رہنا چاہتی ہو تو دنیا کے اموال کا خیال دل سے نکال دو سب نے یک زبان ہوکر عرض کیا کہ ہمیں خدا کے رسول کا تعلق بس ہے مال نہیں چاہیئے اور جب انہوں نے خدا کی خاطر دنیا کے اموال کو ٹھکرا دیا تو خدا نے اپنے وقت پر ان کو دنیا کے اموال بھی دے دیئے۔

محبت ودلداری

مگر اس تعلیم وتادیب کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت ودلداری کے طریق کو بھی کبھی نہیں چھوڑا حتّٰی الوسع آپ ہر بات میں اپنی بیویوں کے احساسات اور ان کی خوشی کا خیال رکھتے تھے۔ ہمیشہ ان کے ساتھ نہایت بے تکلفی اور تلطف سے بات کرتے۔ اور باوجود اپنی بہت سی مصروفیتوں کے اپنے وقت کا کچھ حصہ لازماً ان کے پاس گذارتے حتی کہ سفروں میں بھی باری باری اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ رکھتے اور آپ کی عادت تھی کہ اپنی بیویوں کی عمر اور حالات کے مناسب ان سے سلوک فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ جب بیاہی ہوئی آئیں تو ان کی عمر بہت چھوٹی تھی انہیں دنوں میں چند حبشی لوگ تلوار کا کرتب دکھانے

بقیہ صفحہ 5 پر

مرسلہ: منور علی شاہد (جرمنی)

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی 1954ء کی سالانہ رپورٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کی براہ راست نگرانی اور راہنمائی میں ممبران تنظیم کی جن خطوط پر تربیت کی جاتی رہی ہے ان کی بدولت آج تنظیم کا نظام دنیا بھر میں پھل پھول چکا ہے اور جماعت کی ترقیات میں بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے ابتدائی دنوں کی مساعی کا آج کے حالات سے موازنہ کیا جائے تو یہ جان کر یقیناً ایمان کو تقویت ملتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ترقیات سے نوازا ہے۔ اس کی ایک مثال مالی قربانی کی ہے۔ کبھی پوری مجلس کا جتنا بجٹ ہوا کرتا تھا آج اس سے کہیں زیادہ چندہ ایک خادم دینے کی توفیق رکھتا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے ابتدائی سالوں کی خدمت دینیہ کی ایک سالانہ رپورٹ 1954ء سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ وسائل کی شدید کمی کے باوجود کس قدر شوق اور ذوق کے ساتھ تنظیم کے لائحہ عمل پر دل و جان سے عمل کرنے کی کوششیں ہوا کرتی تھی۔ تعلیم و تربیت کے علاوہ انسانی ہمدردی اور فلاحی کاموں کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ درج ذیل سالانہ رپورٹ مجلس لاہور کے حلقوں کی مساعی پر مشتمل رپورٹ ہے۔ اہم شعبوں سے متعلق مجلس کی مساعی کچھ یوں رہی تھیں:

شعبہ اعتماد کے تحت زعماء حلقہ جات اور ناظمین کے اجلاسات اور اجلاس عام باقاعدگی سے ہوتے رہے تھے۔ مجلس کے تمام حلقہ جات سے ماہانہ رپورٹس بروقت لی جاتی رہیں کیونکہ مجلس میں ہر تین ماہ بعد حلقہ جات کے پہلی تین پوزیشنوں کا اعلان کیا جاتا تھا اور اول آنے والے حلقہ کو عَلَم انعامی دیا جاتا تھا جس کا اعلان مجلس کے ماہانہ اجلاس عام میں کیا جاتا تھا۔ ذیل کی رپورٹ کے مطابق سال رواں میں حلقہ دھرم پورہ اول قرار پایا تھا۔ حلقہ بھاٹی گیٹ دوم اور حلقہ سلطان پورہ سوم قرار پایا تھا۔

اس سال مجلس کا کل بجٹ 182 روپے تھا جبکہ کل وصولی 375 روپے، چودہ آنے اور نو پائی رہی تھی۔ اس میں مختلف دیگر مدات کی وصولی بھی شامل تھی جس میں سالانہ اجتماع، تعمیر دفتر، خدمت خلق، لوکل فنڈ سائیکل سٹینڈ، رسالہ خالد کی فروخت وغیرہ شامل تھیں۔

رپورٹ کے مطابق شعبہ خدمت خلق کے تحت حلقہ محمد نگر میں دو خدام نے اجنبی اشخاص کو راستہ بتایا۔ حلقہ مصری شاہ میں، قلعہ گجر سنگھ، سلطان پورہ اور دھرمپورہ میں متعدد اصحاب کو ان کی جائے مقصود تک پہنچایا گیا۔ حلقہ محمد نگر میں ایک معذور شخص کے لئے کنویں سے پانی نکال کر اس کے گھر پہنچایا گیا۔ اسی طرح کے اور کام بھی کئے گئے تھے۔ رپورٹ کے مطابق خدام کو اجلاسات میں ترغیب دی جاتی رہی کہ دوران سفر وہ بوڑھوں، بیماروں اور عورتوں کے لئے اپنی سیٹ یا جگہ خالی کر کے ان کے دے دیا کریں۔ رپورٹ کے مطابق دو خدام نے اس پر عمل بھی کیا نیز الفضل نہ خریدنے والے احباب کو الفضل پڑھنے کے لئے دیا گیا۔ حلقہ بھاٹی گیٹ میں امریکی گندم مفت تقسیم کرنے کے لئے خدام کام کرتے رہے۔ یتامیٰ، بیواؤں اور مساکین کو مفت گندم پہنچائی گئی۔ اسپتالوں میں تواتر کے ساتھ دورے کئے گئے۔ بیمار پرسی کے علاوہ ادویات کی خریداری میں مدد کی گئی۔

شعبہ تعلیم و تربیت کے تحت کتاب ''فتح اسلام'' کا ہر حلقہ میں درس دیا جاتا رہا جس کا امتحان اپریل میں ہونا تھا۔ دھرمپورہ اور سلطان پورہ حلقوں میں یہ کتاب دوبار ختم کرائی گئی تھی۔ قرآن کریم کا درس سات حلقوں میں شروع ہو چکا تھا۔ اسی طرح تقریروں کی تیاری کے لئے ''بزم حسن بیاں'' کا قیام بھی عمل میں آچکا تھا۔ اسی طرح ایک آل پاکستان تحریری مقابلے کا اعلان کیا جاچکا تھا جس میں پہلی تین پوزیشنیں لینے والوں کو اجتماع پر انعام دینے تھے۔

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے زیر اہتمام ایک لائبریری قائم ہو چکی تھی جس میں ڈیڑھ سو کے قریب کتب جمع تھیں، روزانہ متعدد اخبارات و رسائل لائبریری میں آتے رہے تھے۔ تیس احباب کو مختلف کتب جاری کی گئیں تھیں۔

شعبہ وقار عمل کے تحت حلقوں میں وقار عمل بھی ہوتے رہے تھے۔ بھاٹی گیٹ اور سلطان پورہ میں اپنی اپنی مساجد میں وقار عمل کئے گئے تھے۔ شعبہ اطفال کے تحت سات حلقوں میں مجلس اطفال الاحمدیہ قائم ہو چکی تھی اور مربی اطفال مقرر ہو چکے تھے، سلطان پورہ، مصری شال، دھرم پورہ اور بھاٹی گیٹ حلقوں میں اطفال کے باقاعدہ اجلاس شروع ہو چکے تھے اور ماہوار چندہ بھی لیا جانے لگا تھا۔

شعبہ ایثار و استقلال کے تحت خدام میں قربانی اور ایثار کا جذبہ پیدا کرنے کی خاطر روزانہ ایک ایک گھنٹہ دفتر میں آتے رہے تھے۔ دیگر کاموں میں خود کو پیش کرنے کی ترغیب کی جاتی رہی۔ شعبہ تحریک جدید کے تحت نئی سکیم ''لفافے بنانا'' پر عمل درآمد شروع کیا گیا، کئی حلقوں کی طرف سے لفافے بن کر آئے جن کو فروخت کر کے رقم تحریک جدید میں جمع کرانا تھی۔ میلہ چراغاں کے موقع پر دو حلقوں کے خدام نے کچھ چیزیں میلہ میں فروخت کر کے اس کا منافع تحریک جدید میں جمع کروایا، مختلف طریقوں سے کام کر کے دس روپے تحریک جدید کی مد میں جمع کئے گئے۔ رپورٹ کے مطابق دیگر خصوصی مساعی میں بھی کچھ کام کئے گئے تھے۔

10 مارچ کو مغرب کی نماز کے بعد لاہور میں یہ روح فرسا خبر پہنچی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پر کسی دشمن نے حملہ کیا ہے۔ خبر ملتے ہی مجلس خدام الاحمدیہ کی عاملہ نے مقامی احباب کو فوراً اطلاع پہنچانے کا بندوبست کیا۔ نماز عشاء سے قبل ہی احباب کی بڑی تعداد رتن باغ میں جمع ہو چکی تھی۔ نماز عشاء کے بعد نہایت رقت و زاری کے ساتھ دعائیں کی گئیں۔ زعیم صاحب حلقہ رتن باغ کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ روزانہ شام کو بذریعہ ٹیلیفون حضورؓ کی صحت کے متعلق تازہ ترین اطلاعات حاصل کریں اور رتن باغ پہنچائیں۔ اطلاع وصول ہونے پر ڈیوٹی پر موجود خدام اطلاع کی کاپیاں کر کے زعماء حلقہ جات کے ذریعے احباب تک پہنچاتے رہے تھے۔ حلقوں میں صدقہ جات اور بکروں کے ذبح کرنے کے انتظامات کئے گئے۔ انفرادی بکروں کے علاوہ اجتماعی طور پر کل 15 بکرے ذبح کئے گئے تھے۔ صدقہ کے طور پر نقد رقم بھی غریبوں میں تقسیم کی گئی اور یہ سلسلہ گیارہ روز تک جاری رہا تھا اور کل 36 روپے صدقہ کی مد میں تقسیم کئے گئے تھے۔ اسی طرح حضور انورؓ کی کامل صحت یابی اور عمر درازی کے لئے ہر حلقہ میں نماز مغرب کے بعد سات دن تک اجتماعی دعائیں ہوتی رہیں۔ 27 مارچ کو خدام نے اجتماعی روزہ رکھا۔ 11 مارچ کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیغام وصول ہوا اس کو فوراً نماز جمعہ کے بعد تحریری طور پر احباب میں تقسیم کیا گیا، تمام زعماء حلقہ جات کی توسط سے لاہور کے احباب جماعت کے گھروں تک پہنچایا گیا۔ اسی طرح شعبہ اشاعت میں ماہنامہ خالد کی ایجنسی کے تحت 50 خالد لاہور میں آرہے تھے۔ 13 مارچ 1954ء کو مجلس کا سالانہ اجلاس عام نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا جس میں ملک شام کے ایک احمدی نوجوان سید سلیم الجابی نے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب نے ذکر حبیب کے موضوع پر تقریر کی۔ اجلاس میں کل حاضری ساڑھے تین صد کے قریب رہی تھی۔ دوران سال مجلس کے ناظم صاحب عمومی، ناظم صاحب تعلیم و تربیت اور ناظم صاحب تحریک جدید نے دہلی دروازہ، چابک سواراں، مصری شاہ، سلطان پورہ، محمد نگر، نیلا گنبد، کرشن نگر، دھرم پورہ، سنت نگر اور بھاٹی گیٹ حلقہ جات کے دورے کئے۔ مجلس کے قائد مکرم محمد سعید احمد صاحب تھے۔

بقیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاوند کی حیثیت میں...... از صفحہ 4

کے لئے مدینہ میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی مسجد میں کرتب دکھانے کی اجازت دی۔ اور آپ نے خود حضرت عائشہ کو اپنی اوٹ میں لے کر اپنے حجرہ کی دیوار کے پاس کھڑے ہوگئے اور جب تک حضرت عائشہ اس تماشے سے (جو درحقیقت ایک فوجی تربیت کے خیال سے کرایا گیا تھا) سیر نہیں ہوگئیں۔ آپ اسی طرح کھڑے رہے۔

ایک اور موقع پر جبکہ حضرت عائشہ ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھیں آپ نے ان کے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کیا جس میں حضرت عائشہ آگے نکل گئیں۔ پھر ایک دوسرے موقع پر جبکہ عائشہ کا جسم کسی قدر بھاری ہوگیا تھا آپ دوڑے تو حضرت عائشہ پیچھے رہ گئیں جس پر آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: هٰذِهٖ بِتِلْكَ یعنی ''لو عائشہ اب اس دن کا بدلا اتر گیا ہے۔''

ایک دن حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ بنت عمر نے حضرت صفیہؓ کے متعلق مذاق مذاق میں کچھ طعن کیا کہ وہ ہمارا مقابلہ کس طرح کرسکتی ہے ہم رسول اللہ کی صرف بیویاں ہی نہیں بلکہ آپؐ کی برادری میں آپ کی ہم پلہ ہیں اور وہ ایک غیر قوم ایک یہودی رئیس کی لڑکی ہے۔ حضرت صفیہؓ کے دل کو چوٹ لگی اور وہ رونے لگ گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو حضرت صفیہؓ کو روتے دیکھ کر وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا عائشہ نے آج مجھ پر یہ چوٹ کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا واہ! یہ رونے کی کیا بات تھی؟ تم نے یہ کیوں نہ جواب دیا کہ میرا باپ خدا کا ایک نبی ہارونؑ اور میرا چچا خدا کا ایک بزرگ نبی موسیٰؑ۔ اور میرا خاوند محمد (صلعم) خاتم النبین۔ پھر مجھ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے۔ بس اتنی سی بات سے صفیہؓ کا دل خوش ہوگیا۔

نوجوانی کی حالت میں طبعاً محبت کے جذبات زیادہ تیز ہوتے ہیں اور ایسا شخص دوسرے کی طرف سے بھی محبت کا زیادہ مظاہرہ چاہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو علم النفس کے کامل ترین ماہر تھے اس جہت سے بھی اپنی بیویوں کے مزاج کا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے (جو آپ کی ساری بیویوں میں سے خوردسالہ تھیں) کسی برتن سے منہ لگا کر پانی پیا جب وہ پانی پی چکیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو اٹھایا اور اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیا جہاں سے حضرت عائشہؓ نے پیا تھا۔ اس قسم کی باتیں خواہ اپنے اندر کوئی زیادہ وزن نہ رکھتی ہوں مگر ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت پر ایک ایسی روشنی پڑتی ہے جسے کوئی وقائع نگار نظر انداز نہیں کرسکتا۔ الغرض محبت میں تلطف میں دلداری میں وفاداری میں تعلیم و تربیت میں تادیب و اصلاح میں اور پھر مختلف بیویوں میں عدل و انصاف میں آپ ایک ایسا کامل نمونہ تھے کہ جب تک نسل انسانی کا وجود قائم ہے دنیا کے لئے ایک شمع ہدایت کا کام دے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(مطبوعہ الفضل 31 مئی 1929ء)

از حید رعلی ظفر مبلغ سلسلہ جرمنی

برادرم مکرم سیف علی صاحب شاہد کا ذکرِ خیر

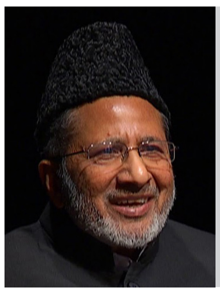

میرے بڑے بھائی مکرم سیف علی شاہد صاحب مورخہ 24 ستمبر 2020 کو سڈنی میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم وفات سے پہلے دو مہینے سڈنی کے ایک ہسپتال میں زیر علاج رہے۔نماز جنازہ اتوار 27 ستمبر کو پڑھائی گئی اور تدفین مقبرہ موصیاں سڈنی میں ہوئی اور تدفین کے بعد دعا مکرم انعام الحق کوثر صاحب امیرومشنری انچارج آسٹریلیا نے کروائی۔

خاندانی پس منظر

آپ کے والد محترم چوہدری رستم علی صاحب ولد مکرم خیر دین صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ننھیال کی طرف سے آپ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت چوہدری محمد علی صاحبؓ کے نواسے اور مکرم چوہدری گامے خان صاحب کے پڑنواسے تھے۔

خاندانی حالات

میرے بڑے بھائی مجھ سے ایک سال پہلے 1961 میں میٹرک کر کے حیدر آباد سندھ میں ملازم ہوگئے اور ساتھ پڑھائی بھی جاری رکھی۔1962ء میں خاکسار نے میٹرک کیا اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔جامعہ میں میری تعلیم کے دوران بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ مجھے اخراجات کے لئے بذریعہ منی آڈر رقم بھجواتے رہے۔بعد ازاں میرے چھوٹے بھائی مکرم عمر علی طاہر صاحب جامعہ میں داخل ہوئے تو پھر ان کو بھی ساری تعلیم کے دوران اخراجات کیلئے رقم بھجواتے رہے۔والدین نے ہمیں وقف کیا تھا لیکن ہماری تعلیم میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔پھر ساری زندگی ہمارے ساتھ بہت حسن سلوک کیا۔والدین کی بیماری کے دوران بڑی تندہی سے علاج معالجہ کرتے رہے خصوصاً والد صاحب کافی لمبا عرصہ بیمار رہے۔بھائی جان مسلم کمرشل بینک میں ملازم تھے لیکن کبھی بھی ان کی دیکھ بھال میں کوتاہی نہیں برتی اگر گھر آنے کی ضروت ہوتی تو فوری طور پر گھر آجاتے اور ہمیشہ پورا خیال رکھا۔چونکہ ہم دو بھائی مربی سلسلہ تھے یعنی میں اور میرے چھوٹے بھائی مکرم عمر علی طاہر صاحب سابق مبلغ گیمبیا اس لئے والدین کی مکمل ذمہ داری انہوں نے اٹھائی ہوئی تھی۔

اپنے بچوں کے سلسلہ میں بہت دکھ جھیلے لیکن انتہا کا صبر دکھایا اور کبھی معمولی بھی لغزش نہ دکھائی۔پہلے بڑے بیٹے عزیزم شاہد محمود 22 سال کی عمر میں بوجہ کینسر وفات پا گئے لیکن اس کے علاج کے سلسلہ میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ کبھی کوئی عزیز صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑتا تو اسے بھی تسلی دیتے۔پھر دوسرے بیٹے عزیزم مبارک محمود مبلغ سلسلہ تنزانیہ میں بیمار ہوئے اور حضور انور کی ہدایت پر انہیں پاکستان لایا گیا تو کراچی میں ان کے علاج کی ہر ممکن کوشش کی۔حضور انور کی خدمت میں راہنمائی کیلئے باقاعدہ لکھتے رہنا ان کا معمول تھا اسی طرح مرکز سے مسلسل رابطہ تھا اور عزیزم کے متعلقہ دفتر کو بھی گاہے بگاہے مطلع کرتے رہتے تھے۔ان کی رہائش چونکہ میرپورخاص میں تھی اس لئے گھر کا اوپر والا حصہ خالی کیا تا کہ وہ اپنی فیملی کے ساتھ مکمل آرام سے رہیں اور کسی قسم کا کوئی خلل واقع نہ ہو۔پھر جب عزیزم صحت یاب ہوکر ربوہ شفٹ ہوئے تو اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔پانچ سال بعد جب بیماری دوبارہ آ گئی تو اپنے چھوٹے بیٹے مکرم انعام الرحمان وحید کو ربوہ بھیج دیا تا کہ اس کا خیال رکھا جاسکے۔ربوہ میں قیام کے دوران جب کبھی شوکت خانم ہسپتال جانا ہوتا تو خود بھی میرپورخاص سے آجاتے یا پھر مکرم انعام الرحمان وحید اور میرے چھوٹے بھائی مکرم عمر علی طاہر صاحب ساتھ ہوتے۔غرض علاج میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔پھر جب عزیزم مبارک محمود کی وفات ہوئی تو بے انتہا صبر دکھایا اور ساتھ اس کی تین بچیوں اور بیوی کو سنبھالتے رہے۔عزیزم مبارک محمود کی فیملی کا تادم آخر ہر ضرورت کا خیال رکھا۔اسی طرح جب جرمنی میں مقیم بیٹے عزیزم مظفر الاسلام بیمار ہوئے تو دوسال مسلسل سڈنی سے آ کر اس کی دیکھ بھال کرتے رہے اور اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب وہ صحت یاب ہے۔فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

پاکستان میں جماعتی خدمات

آپ نے 1966ء سے جماعتی خدمات کا آغاز کیا۔آپ کو بطور سیکریٹری مال اور سیکریٹری وقف جدید جماعت احمدیہ کنری سندھ خدمت کی توفیق ملی۔28 اگست 1989ء کوحضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو صدر جماعت میرپورخاص مقرر فرمایا اور 1990ء میں امارت کے قیام تک آپ اس خدمت پر فائز رہے۔

8 ستمبر 2008ء کو محترم ڈاکٹر عبد المنان صدیقی صاحب کی شہادت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی تقرری بطور امیر ضلع میرپورخاص فرمائی۔آپ آسٹریلیا روانگی تک امیر ضلع میرپورخاص رہے۔

تنظیمی خدمات

آپ 1966ء تا1977ء ناظم ضلع اطفال اور معتمد ضلع تھرپارکر رہے۔1977ء تا1984ء قائد ضلع تھرپارکر خدمت کی بھی توفیق پائی۔

پہلے آپ 1986 تا 1988 اور پھر 1990 تا1991 میں بطور ناظم ضلع انصار اللہ میرپورخاص خدمت کی توفیق پائی علاوہ ازیں 1999ء تا 2008ء ناظم ضلع انصار اللہ میرپورخاص کے ساتھ ناظم علاقہ میرپورخاص بھی رہے۔

آسٹریلیا میں رہائش

2014ء میں سڈنی آسٹریلیا شفٹ ہوگئے۔وہاں جاکر بھی جماعتی خدمت میں پیش پیش رہے۔5 جولائی 2014ء کوحضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی قضاء بورڈ آسٹریلیا میں بطور ممبر تقرری فرمائی۔2016ء میں آپ نائب صدر اول مجلس انصار اللہ آسٹریلیا مقرر ہوئے۔اسی طرح 2016ء سے تادم آخر بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمت کرتے رہے۔مگر عملاً محترم امیر صاحب و مبلغ انچارج کے دفتر میں جو بھی خدمت ہوتی اس کو بجالانے کی کوشش کرتے۔خواہ وہ ڈاک کا کام ہوتا یا دفتر میں آنے والوں کی مہمان نوازی۔ہسپتال داخل ہونے سے ایک روز قبل تک دفتر جاتے رہے۔

پسماندگان

آپ نے پسماندگان میں بیوہ محترمہ ناصرہ منصورہ صاحبہ کے علاوہ 4 بیٹے اور 14پوتیاں اور ایک پڑپوتی سوگوار چھوڑے ہیں۔آپ کے تین بیٹے عزیزم خالد محمود،عزیزم مظہر محمود اور عزیزم انعام الرحمان وحید آسٹریلیا میں ہیں اور خدمت دین میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ایک بیٹے عزیزم مظفر الاسلام Hof جرمنی میں ہیں اور وہ خدمت دین کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔

آپ کے ایک بیٹے عزیزم مبارک محمود تنزانیہ میں بطور مبلغ سلسلہ مصروف عمل رہے۔آپ کی اہلیہ محترمہ نے آپ کا بخوبی ساتھ نبھایا اور ہر مشکل وقت میں آپ کے ساتھ کھڑی رہیں۔کبھی کوئی شکوہ شکایت نہ کی۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دو بھائی واقف زندگی ہیں۔خاکسار حیدر علی ظفر مبلغ سلسلہ و نائب امیر جرمنی اور مکرم عمر علی طاہر صاحب سابق مبلغ سلسلہ گیمبیا اور اب ریٹائرمنٹ کے بعد جرمنی میں مقیم ہیں اور سیکرٹری امور عامہ کے دفتر میں اعزازی طور پر خدمت کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم بھائی جان سے مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے اپنے قرب میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

☆...☆...☆

مرسلہ: مدثر ظفر

پگمی مارموزیٹ

Pygmy marmoset

یہ خوبصورت ننھا منا جانور دنیا کا سب سے چھوٹا بندر مانا جاتا ہے۔اس کا وزن صرف اور صرف 100 گرام تک ہوتا ہے۔نسلی اعتبار سے یہ بندروں کی قسم New world monkeys سے تعلق رکھتا ہے۔

مقام و مسکن

اس ننھے بندر کا تعلق دریائے ایمازون کے نواحی برساتی جنگلات سے ہے۔ یہ بندر برازیل ، بولیویا، کولمبیاء، ایکواڈور، گیانا، وینزویلا، پیرو اور سرینام میں پایا جاتا ہے۔

جسمانی ساخت

پگمی مارموزیٹ کے جسم کی لمبائی 12 سینٹی میٹر تک جبکہ اس کی دم 172 ملی میٹر تک لمبی ہوسکتی ہے۔

یہ بندر چھلانگ لگانے میں ماہر ہے۔اپنے چھوٹے جسم کے باوجود ایک درخت سے دوسرے پر 5 میٹر طویل چھلانگ لگا سکتا ہے۔

اس ننھے بندر کی اوسط عمر 12 سال تک ہوتی ہے۔

خوراک

پگمی مارموزیٹ کی خوراک بنیادی طور پر درختوں کی چھال سے بہنے والے شیرہ، گم یا چیڑ پر مشتمل ہوتی ہے۔اپنی پروٹین کی ضروریات یہ بندر کیڑے مکوڑے اور کیچوے کھا کر پوری کرتے ہیں کبھی کبھار انہیں چھوٹے پرندے اور چھپکلیاں کھاتے بھی دیکھا گیا ہے۔ ہر گروپ کا اپنے مخصوص علاقے میں رہتا ہے۔جب ان کے علاقہ سے میں موجود درختوں سے گوند نکلنا کم ہو جاتا ہے اور گروپ کی خوراک کے ناکافی ہو تو یہ دوسرے درختوں کی طرف ہجرت کرجاتا ہے۔ اگر پہلے سے ان درختوں پر پگمی مارموزیٹ کا کوئی گروپ قابض ہو تو وہ نئے آنے والوں کو اپنے علاقے میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ یوں ان کے درمیان تازہ گوند والے درختوں کے حصول کے لیے لڑائی ہوتی ہے اور پگمی مارموزیٹ کا فاتح گروپ ان درختوں پر اپنا قبضہ جما لیتا ہے۔

رہن سہن

یہ ایک خاندانی بندر ہے جو 2 سے 9 کے گروہ میں رہتا ہے۔ خاندان کی تقسیم میں 1 نر 1 مادہ اور دیگر بچے ہوتے ہیں۔بعض اوقات خاندان میں ایک اضافی جونیئر نر کو بھی رہنے کی اجازت ہوتی ہے تاہم وہ سینیئر نر کے ماتحت ہی رہتا ہے۔ گروپ میں ایک جونیئر مادہ بھی موجود ہوتی ہے۔

بریڈنگ

پگمی مارموزیٹ بندروں میں بریڈنگ کا کوئی مخصوص سیزن نہیں۔ مادہ پگمی مارموزیٹ اوسطاً سال میں 2 مرتبہ بچوں کو جنم دیتی ہے۔ ہر مرتبہ 1 یا پھر 2 بچوں کی پیدائش ہوسکتی ہے۔ان بندروں میں جیسٹیشن پیریڈ 134 دن طویل ہوتا ہے۔

بطور پالتو جانور

پگمی مارموزیٹ اچھے پالتو جانور ثابت ہوتے ہیں۔ تاہم انہیں بطور پالتو جانور رکھنے سے متعلق مختلف ممالک میں قوانین بھی مختلف ہیں۔

مارکیٹ میں یہ فی بندر 1000 سے 4000 امریکی ڈالرز تک فروخت ہوتے ہیں۔لیکن اخلاقی اعتبار سے ایسے کسی بھی نایاب اور جنگلی جانور کو پالتو بنانا ایک غلط عمل ہے۔

خطرات

بدقسمتی سے گزشتہ کئی سال سے ایمازون جنگلات کی کٹائی اور جنگلات میں لگنے والی آگ کے علاوہ سمگلنگ اور شکار برائے فروخت نے پگمی مارموزیٹ کی آبادی کو شدید ترین نقصان سے دوچار کر دیا ہے۔

قدرتی ماحول سانپ اور قوی الجثہ ہارپی عقاب بھی پگمی مارموزیٹ کو شکار کر کے کھاتے ہیں تاہم اپنے چھوٹے قد اور پھرتیلے جسم کی وجہ سے یہ ننھے بندر اپنے شکاریوں سے اکثر بھاگ کر چھپ جاتے ہیں۔

☆...☆...☆

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

الْوَرِيدِ(ق:17)۔یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اُس سے نزدیک ہیں۔ پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دُور ہوکر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو اُن نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور اُس کی آواز سنتا ہے اور اس کی نُور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے۔تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے۔ ...‘‘(جو گندی زندگی ہے، گندہ چولہ ہے،اس گندگی کا، دنیاوی چیزوں کا جو لباس پہنا ہوا ہے،وہ انسان پھینک دیتا ہے۔ جب اُسے اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل ہو جائے۔) ’’...اور ایک نور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔...‘‘(ایک نیا لباس پہنتا ہے جو نور ہوتا ہے)’’...اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے بلکہ اسی جگہ اور اِسی دنیا میں دیدار اور گفتار اور جنت کی نعمتوں کو پا لیتا ہے۔‘‘(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 160-161)

(خطبہ جمعہ 2/ مئی 2014ء)

صفات خدائی کے مظہر اتم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’ہمارے سید و مولیٰ جناب مقدس الانبیاء ﷺ کی نسبت صرف حضرت مسیح نے ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدائے تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہے بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آنحضرت ﷺ کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور پر آنجناب ﷺ کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے آنجناب ﷺ کو خدا کرکے پکارا ہے۔چنانچہ حضرت داوٗدؑ کے زبور میں لکھا ہے۔’’ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔تیرے لبوں میں نعمت بٹائی گئی اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا(یعنی تو خاتم الانبیاء ٹھہرا)اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائے گا۔بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تونے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔‘‘

(توضیح مرام۔روحانی خزائن جلد 3 حاشیہ ص65تا66)

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

وَ زَکَرِیَّاۤ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۹۰﴾

(سورۃ الانبیاء:90)

ترجمہ:اور زکریا (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

یہ حضرت زکریاؑ کی پاکیزہ اور صالح اولاد کے حصول کی پیاری دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبولیت بخشی اور آپ کو نیک، پرہیز گار اور نرم دل بیٹے حضرت یحیٰؑ سے نوازا۔ جو اپنے والدین سے حسنِ سلوک کرنے والے تھے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اب یہ دعا ایسی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے اور ہر ایک کا دل چاہتا ہے کہ کرے اور صالح اولاد ہو اور پھر بچوں کی پیدائش کے وقت بھی اور پیدائش کے بعد بھی ہمیشہ بچوں کے نیک صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔ اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور نصیحت ہے۔ یہاں مَیں ضمناً ذکر کر دوں۔ گو ضمناً ہے مگر میرے نزدیک اس کا ایک حصہ ہی ہے کہ اگر والدین کی دعا اپنے بچوں کے لئے اچھے رنگ میں پوری ہوتی ہے تو وہاں ایسے بچے جو والدین کے اطاعت گزار نہ ہوں ان کے حق میں برے رنگ میں بھی پوری ہوسکتی ہے۔ تو ماں باپ کی ایسی دعا سے ڈرنا بھی چاہئے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 4/ جولائی 2003ء)

حضرت مسیحِ موعودؑ کو دو بار یہ دعا الہام ہوئی۔ آپؑ اولاد کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں

اے میری جان کے جانی اے شاہِ دوجہانی
کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہووے ثانی
دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ
میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کرتو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

تو یہ ہے اللہ کے رسولؐ کا وعدہ اور یہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہے کہ میں بڑھاتا ہوں اور اتنا بڑھاتا ہوں کہ سات سو گنا تک بڑھا دیتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پس اس بات پر خوفزدہ نہ ہوں کہ اتنے لمبے عرصے کے کھاتے کس طرح زندہ کئے جائیں۔ جتنا زیادہ سے زیادہ پیچھے جا کر اپنی توفیق کے مطابق کھاتے زندہ کر سکتے ہیں، وہ کریں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی دیکھیں۔ اور پھر جوں جوں اللہ تعالیٰ فضل بڑھاتا چلا جائے گا آپ کی توفیق بھی بڑھتی جائے گی۔ پھر یہ بھی خواہش ہو گی کہ مَیں وہ تسلسل قائم رکھوں اور کوئی بیچ میں سال ایسا نہ ہو کہ خالی گیا ہو۔ اگر ایسے لوگ کچھ دیتے ہیں تو دفتر بھی یہ خیال رکھے صرف تسلسل کے پیچھے نہ پڑھائیں، قواعد کی زیادہ پیچیدگیوں میں، اگر کوئی کھاتے زندہ کرنا چاہتا ہے تو کھاتے زندہ کر دیں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے۔ اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی...)

تو یہ ایک اور ترغیب ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنے والدین کی قربانیوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ اپنے لئے بھی اور اپنے والدین کی قربانیوں کی طرف بھی توجہ کریں۔ پس جلدی سے آگے بڑھیں اور فرشتوں کی دعائیں لینے والے بنیں تا کہ آپ کی اولادیں بھی اس قربانی سے فیض پاتی رہیں۔ یہی سب سے بڑا خزانہ ہو گا جو آپ اپنی اولادوں کے لئے ان دعاؤں کا چھوڑ کر جائیں گے...

12 جنوری2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:40	17:57
مدینہ منورہ	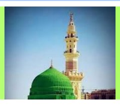	05:45	17:53
قادیان		06:03	17:44
ربوہ		05:43	17:24
اسلام آباد ٹلفورڈ